دوہے بھگت کبیر کے

یعنی

کبیر دوہاولی



جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب و پبلشرز دریبہ کلاں دہلی

شری

چیدہ

دوہے بھگت کبیر

معہ

سوانح عمری بھگت کبیر جی

مؤلفہ

آر۔ آر۔ ڈوگل۔ کلانوری

آنرز اِن پنجابی (فارسی)

بعد اخذ جملہ حقوق دائمی ہر زبان کے

خرید کر

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز

تاجران کتب دریبہ کلاں دہلی نے شایع کئے

بار سوم (شیام آرٹ لیتھو ورکس دہلی) قیمت ۶/

مکمل تُلسی رامائن نثر با تصویر

عام فہم سادہ اور سلیس اُردو میں

کتاب ہذا کے مطالعہ سے آنکھوں میں نورِ روحانیت ٹپک جائیگا اور سیماب کی طرح بیچین دِل امن و سکون کے آنند مئے ساگر میں ڈبکیاں لگائیگا۔ گوسوامی تلسی داس جی مہاراج نے اپنی گھور روحانی تپسیا سے وہ ہے اور چوپائیوں کی شیریں ادا میں جو مکمل روحانی رامائن منظوم فرمائی تھی یہ اسی کا مکمل اردو ترجمہ علم وادب کے ماہر سوامی شیوبرت لال جی ورمن ایم۔ اے نے اُردو دان ہندوؤں کے کلیان کے لئے بصورت نثر پیش کیا ہے۔ اور ۸۱۴ صفحہ کی اِس ضخیم روحانی کتاب کی علمی تیاری و تپسیا میں اپنا زور قلم ختم کر دیا ہے۔

مریادا پرشوتم بھگوان رام چندر جی مہاراج کا مقدس روحانی جیون سنسار بھر کی نجات ابدی کا زندہ ذریعہ ہے۔ جسکے مطالعہ سے پاپی سے پاپی جیو موکھش پد کو پراپت کرتے ہیں۔ اور راون جیسے دشٹ راکھش بُدھی کے اِنسان بھی بھگوان کی کرپا درشٹی سے بیکنٹھ دھام میں پہنچ جاتے ہیں۔ اُردو زبان میں رامائن مقدس کا یہ روحانی گیان ہر اُردو دان اِنسان کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ اور اس سے فیض روحانیت پانا چاہیئے۔ اِس طویل ضخیم سنہری مجلد کتاب میں سات فوٹو بلاک کی دلکش رنگین تصاویر مزین کی گئی ہیں۔ کتاب کے سرورق پر راج تلک کی قابل دید سہ رنگی ہاف ٹون فوٹو دی گئی ہے قیمت فیجلد مجلد پانچ روپے علاوہ محصولڈاک +

ملنے کا پتہ:۔

جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کُتب دریبہ کلاں۔ دہلی

بھگت کبیر جی

کبیر جی پندرھویں صدی کے ایک مشہور الشہور بھگت ہو گذرے ہیں۔ آپ ۱۴۴۰ء کے قریب موضع بلہرا ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے تھے۔ کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے، یا کس کے بیٹے تھے تاریخ کی موجودہ کتب یہ بتانے سے قاصر ہیں۔ البتہ یہ روایت ہے۔ کہ جس طرح ملکہ نورجہان کی پیدائش کے موقعہ پر اُس کے والدین نے غربت سے تنگ آکر اُسے ایک شاہراہ پر پھینک دیا تھا۔ اور ایک قافلہ سالار نے ترس کھا کر اُسے اُٹھا لیا تھا۔ اسی طرح کبیر بھی جب چند دِن کے معصوم بچے تھے، تو نورا نامی ایک مسلمان جولاہے کی بیوی نعمان نے انہیں رستہ میں پڑے ہوئے پایا۔ اِن کی پیدائش کے متعلق ایک روایت اور ہے۔ کہ ایک براہمن اپنی بال ودھوا لڑکی کے ہمراہ ایک دفعہ سوامی رامانند جی کے درشنوں کو گیا جب لڑکی نے چرنوں پر سر جھکایا تو سوامی جی نے دُعا دی۔ کہ بیٹی خوش رہو۔ وہ ایشور بیٹا دے گا"۔ جب اُس لڑکی نے اپنی بیوگی کا تذکرہ کیا۔ اور وہ براہمن بھی ششش و پنج میں پڑا ہوا دکھائی دیا۔ تو سوامی رامانند حیران رہ گئے۔ لیکن اب وہ مجبور تھے۔ کمان سے نکلا ہوا تیر تو شاید واپس کمان میں جا سکتا ہے۔ لیکن سوامی جی کی زبان مُبارک سے نکلے ہوئے الفاظ واپس نہ ہو سکتے تھے۔ آخر انہوں نے کہا کہ " بیٹا تو ضرور ہو گا۔ لیکن معجزہ کی صورت میں"۔ کہتے ہیں کہ کبیر جی اسی طرح اُس برہمن لڑکی کے گھر پیدا ہوئے۔ حالانکہ وہ معجزہ کی شکل میں پیدا ہوئے تھے۔ لیکن اس ودھوا لڑکی نے پھر بھی گھر

میں باقاعدہ صورت میں بیٹے کو پرورش کرنا پسند نہ کیا۔ اور گاؤں کے نزدیک ایک تالاب میں کنول کے پھولوں پر ننھے اور معصوم بچہ کو رکھ دیا۔ اور راہ چلتے چلتے نُورا جولاہے اور اسکی بیوی نعمان نے اتفاقاً دیکھ لیا۔ اور اس طرح کبیر جی کی پرورش اُن کے ہاں ہونے لگی۔ ان شریف مسلمان میاں بیوی کے گھر میں کوئی اور اولاد نرینہ نہ تھی۔ لہٰذا اُنہوں نے اس ہونہار بچے کو نہایت پیار و محبت سے پالنا شروع کیا۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ کبیر جی کو بچپن سے ہی ایشور بھگتی کی لگن تھی۔ وُہ ہر وقت پربھو پریمیوں کی سنگت میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں بہت کم حصّہ لیتے تھے۔ وہ اپنے کھیلنے والے ساتھیوں کے درمیان بھی رام نام کے گیت گاتے رہتے تھے۔ اس لئے ان کے بچپن کے ساتھی انہیں "بھگت جی مہاراج" کے خطاب سے یاد کرتے تھے۔ اور کھیل کود کے لئے شاذ و نادر ہی بُلاتے تھے۔

بد قسمتی سے چُونکہ ان کی پرورش جولاہوں کے گھر میں ہوئی تھی۔ اس لئے اعلےٰ سوسائٹی اور مہذب فرقوں کے لوگ انہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس زمانہ میں ایشور بھگتوں کا وشواش ہوتا تھا۔ کہ ؎ "گورُو بِنا گت نہیں"۔ اور ادھر یہ حالت تھی۔ کہ جس کسی قابل پنڈت یا تیاگی یوگی مہاتما کی خدمت میں کبیر جی گورو اُپدیش کے لئے حاضر ہوتے۔ وُہ انہیں نیچ ذات کا ایک ادنےٰ فرد سمجھ کر گورو منتر دینا تو کیا پاس بٹھانا تک ناگوار سمجھتے تھے۔ مگر "جوئندہ یابندہ" کے مصداق کبیر جی کو ایک ترکیب سُوجھی۔ وُہ اُس زمانہ کے مشہور و معروف سوامی رامانند جی (جو وشنو مت کے پرچارک تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے

لیکن اُن کے شاگردوں نے وہاں بھی اُن کی دال نہ گلنے دی۔ مگر کبیر جی دِل میں نشچیہ کر چکے تھے۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ سوامی رامانند جی سے ہی گورو اُپدیش حاصل کر کے رہیں گے +

سوامی جی مہاراج کا دستور تھا۔ کہ ہر روز صبح سویرے مُنہ اندھیرے گنگا اشنان کے لئے ضرور جایا کرتے تھے۔ کبیر جی اُن کے راستہ میں لیٹ گئے۔ اتفاقاً سوامی رامانند جی کی کھڑاؤں اُن کے نازک اور نرم بدن پر پڑ گئی اور بے ساختہ اِن کی چیخ نِکل گئی۔ سوامی جی کے مُنہ سے یہ الفاظ نِکلے۔ "بیٹا رام رام کہو۔ رام رام" اندھے کو جیسے بینائی مِل گئی۔ کبیر جی نے بھی سمجھ لیا۔ کہ بس گورو منتر مِل گیا۔ اب انہوں نے اپنے آپ کو سوامی رامانند جی کا شاگرد مشہور کر دیا۔ اور نہ صرف عوام کو بلکہ ایک مرتبہ خود سوامی جی کو بھی کھڑاؤں والا واقعہ یاد دِلا کر قائل کر لیا۔ آپ کافی عرصہ ہندوؤں اور مُسلمانوں کو روحانی تعلیم دیتے رہے۔ مشترکہ بھجن اور کیرتن کراتے رہے۔ کئی دفعہ پنڈتوں اور مُلّاؤں کے تعصب اور مذہبی جنُون کی بدولت نہ صرف کبیر جی کو مصیبتیں اُٹھانا پڑیں بلکہ ان کے پرورش کرنے والے ماں باپ کو بھی انتہائی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ کہتے ہیں۔ کہ اِن کی ماں تو ایک مرتبہ کی خِشت باری سے ایسی زخمی ہوئی۔ کہ بیچاری جانبر ہی نہ ہو سکی تھی۔ اُس وقت کبیر جی نے ایک دوہا کہا تھا ؎

کبیرا تیری جھونپڑی گل کٹئین کے پاس
کرن گے سو بھرن گے تم کیوں بھئے اُداس

لیکن کبیر جی کی بھگتی رنگ لائی۔ ہزاروں آدمی بلا لحاظ مذہب و مِلت اِن کے روحانی اپدیش کو سُن کر محظوظ ہونے لگے حتیٰ کہ

بنارس (کاشی) کا راجہ بھی ان کا شردھالو بھگت بن گیا۔ کئی آدمیوں نے انہیں گورو دھارن کیا۔ ان کے چیلوں میں نیتا نند۔ صاحب داس۔ دھرم داس اور نرائنداس وغیرہ بہت مشہور ہوئے ہیں۔ کبیر ساگر وغیرہ کتب اور ان کے دوہوں کو اُن کے چیلوں نے ہی بعد میں مرتب کیا ہے۔ آخر ۱۵۳۸ء کے قریب کاشی میں ہی ایک دن وہ چادر تان کر اور اپنے آخری وقت کی چیتاؤنی دے کر لیٹ گئے۔ اور آن کی آن میں ان کی موت کی خبر سارے علاقہ میں پھیل گئی۔ کہتے ہیں کہ ہندو کہتے تھے اِن کے مرنک شریر کو جلائیں گے۔ مسلمان بضد تھے کہ ان کی لاش کو دفنائیں گے۔ لیکن جب چادر اُٹھائی گئی تو لاش کی جگہ پھول پڑے ہوئے تھے۔ آدھے پھول ہندوؤں نے لے کر جلا دئے اور آدھے پھول مسلمانوں نے مگھر ضلع گورکھپور میں دفنا دئے۔ ہندوؤں نے سمادھ بنا ڈالی اور مسلمانوں نے مقبرہ۔ آج کل کبیر پنتھیوں کے نزدیک ہر دو جگہیں نہایت مقدس سمجھی جاتی ہیں۔ اب اگلے صفحات میں ان کے چیدہ چیدہ دوہے درج کئے جاتے ہیں:۔

آر۔ آر۔ دوگل کلانوری

دوہے بھگت کبیر

نو دوارے کا پنجرہ۔ تس میں پنچھی پَون
رہنے کو ہے آچرج۔ جائے تو آچرج کَون

مطلب۔ اِنسانی جسم ایک پنجرے کی مانند ہے۔ جس میں ناک۔کان۔ مقعد وغیرہ نو سوراخ یعنی دروازے ہیں۔ اِس پنجرے میں رُوح یعنی جیو آتما رہتا ہے۔ حیرانی والی بات تو یہ ہے۔ کہ اتنے دروازوں کی موجودگی میں یہ جیو آتما اِس پنجرہ میں رہتا کِس طرح ہے؟ اِس کے چلے جانے یا آدمی کے مر جانے پر حیرانی والی بات کونسی ہے؟

(۲)

جس مرنے سے جگ ڈرے میرے من آنند
مرنے سے ہی پایئے پُورن پرم آنند

مطلب۔ موت سے سارا جہان ڈرتا ہے۔ لیکن کبیر جی کہتے ہیں۔ کہ میرے دِل میں خوشی اور آنند ہے۔ کہ مر کر پرماتما کا قُرب نصیب ہوگا ؂

(۳)

دُکھ میں سِمرن سب کریں سُکھ میں کرے نہ کوئے
جے سُکھ میں سِمرن کریں دُکھ کاہے کو ہوئے

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ دُکھ میں تو ہر شخص پرماتما کا سمرن کرتا ہے۔ مزہ تو جب ہے کہ سُکھ میں بھی اس کا نام لیتا رہے۔ اگر وُہ سُکھ میں اُسے یاد کرے تو پھر

دُکھ آ ہی نہیں سکتا۔ آنند ہی آنند رہتا ہے ؛

(۴)

سُکھ کے ماتھے سِل پڑے۔ جو نام ہردے تے جائے
بلہاری وا دُکھ کے۔ پل پل نام جپائے

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ سُکھ کے ماتھے پر پتھر لگے۔ کیونکہ سُکھ اِنسان کو پرماتما سے بے مُکھ کر دیتا ہے۔ مَیں تو دُکھ کی حالت کی ہی تعریف کروں گا۔ کہ اِس حالت میں ایشور کا نام تو مُنہ سے بار بار نِکلتا ہے ؛

(۵)

جِن ڈھونڈیا تِن پائیا۔ گہرے پانی پَیٹھ
مَیں باوری ڈوبن ڈری۔ رہی کنارے بیٹھ

مطلب۔ کبیر جی کہتے ہیں۔ کہ پربھو بھگتی کا انمول موتی گہرے پانی میں جانے سے ہی مِلتا ہے۔ جنہوں نے محنت اور کوشش سے ڈھونڈنے کی جستجُو کی ہے۔ اُنہوں نے اِسے حاصل کر لیا ہے۔ جو ڈوبنے کے ڈر سے کنارے پر بیٹھ رہتے ہیں۔ اُنہوں نے کیا موتی حاصِل کرنا ہے ؟ یعنی پربھو بھگتی بغیر تکلیف اُٹھائے حاصل نہیں ہوتی ؛

(۶)

مالا پھیرت جگ گیا۔ مِٹا نہ من کا پھیر
کَر کا مَنکا ڈار کے۔ مَن کا مَنکا پھیر

مطلب۔ مالا پھیرتے ہوئے جُگ گذر گیا ہے۔ مگر مَن کا پھیر نہیں مِٹا۔ یعنی دِل اب بھی وشیوں کی طرف رجوع ہے۔ اب کَر (ہاتھ) کا منکا چھوڑ کر تُو مَن کا منکا پھیر۔ یعنی من

کو ٹھیک طریقہ سے شانتی دے اور ایشور کی طرف لگا۔

(۷)

مارگ چلتے جو گرے تاں پر ناہیں دوش
کہو کبیر بیٹھا رہے تاں سر کروڑے کوس

مطلب۔ کبیر بھگت فرماتے ہیں۔ کہ راستہ چلتے ہوئے جو گر پڑتا ہے۔ اُس کا چنداں قصور نہیں۔ مگر جو بیٹھا ہی رہے اُس کے سر پر کروڑی منزل کا بوجھ رہتا ہے۔ بھگوان کی طرف چلنے والوں کی بھگوان خود ہی سہایتا کر دیتے ہیں۔ لوگ چلیں تو سہی۔

(۸)

منکا تو کر میں پھرے۔ جیبھا پھرے مُکھ ماہیں
منوا تو دِہ دِش پھرے۔ یہ تو سمرن ناہیں

مطلب۔ کبیر جی کہتے ہیں۔ کہ ہاتھ میں تو مالا کا منکا پھر رہا ہے۔ اور مُنہ میں زبان رام رام کی رٹ لگا رہی ہے۔ اگر من ہی دس دِشاؤں (اِدھر اُدھر چیزوں کی طرف) گھوم رہا ہو۔ تو اِس کا نام سمرن نہیں۔ دِلی شردھا ہونی چاہیئے۔

(۹)

مالا تیری کاٹھ کی۔ دھاگے لئی پروئے
من میں گھُنڈی پاپ کی۔ رام جپے کیا ہوئے

مطلب۔ کبیر جی فرماتے ہیں۔ کہ اَے اِنسان! تُو نے دھاگے میں لکڑی کے منکے پرو لئے ہیں۔ اور ظاہری مالا پھیرنے سے رام کے جپ میں لگا ہُوا ہے۔ اِس کے لئے تو سچّے دِل سے توجہ ہونی چاہیئے۔ اگر دِل میں کھوٹ ہو۔ دھیان کِسی

اور جانب ہو۔ تو اس طرح رام رام جپنے سے بھلا کیا حاصل ہوتا ہے؟

(۱۰)

کبیرا من نرمل بھیا۔ جیوں گنگا کا نیر
پیچھے پیچھے ہری پھریں۔ کہت کبیر کبیر

مطلب۔ میرا دِل ایسا صاف ہو گیا ہے۔ جیسے گنگا کا پانی۔ یعنی مَیں سچے دِل سے پربھو کا بھگت ہوں۔ اب یہ حالت ہے کہ خود بھگوان میرے پیچھے پیچھے کبیر کبیر کی رَٹ لگاتے ہیں ؛

(۱۱)

کام، کرودھ، مد، لوبھ سب۔ ناتھ نرک کے پنتھ
سب پر، ہر رگھبیر ہی بھجو بھجیں جے ہی سنت

مطلب۔ شہوت۔ غصّہ۔ حرص اور غرور یہ سب نرک کو لے جانے والے راستے ہیں۔ بھگت جی کہتے ہیں اگر سنت بننے کی خواہش ہو۔ تو اِن سب کو چھوڑ کر ایشور کے بھجن میں دِل لگاؤ ؛

(۱۲)

ناری کی چھائیں پڑت۔ اندھا ہوت بھجنگ (سانپ)
کبیرا تِن کی کون گت نِت ناری کے سنگ

مطلب۔ حاملہ عورت کی پرچھائیں یعنی سایہ سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔ جو ہر وقت اِستری پریم میں ہی مگن رہتے ہیں۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ اُن کی کیا گتی ہو گی؟

(۱۳)

کیسن کی وِگاڑیا۔ جو مونڈو سَو بار !
من کو کیوں نہیں مونڈتے۔ جامیں وِشے وکار
مطلب۔ سادھوؤں کی طرف اشارہ ہے۔ کہ سر کے بالوں کو تو سَو سَو بار منڈا دیتے ہیں۔ لیکن من کو نہیں منڈاتے یعنی مارتے۔ جس میں وِشے وکاروں کے خیالات بھرے پڑے ہیں ÷

(۱۴)

پتی برتا مَیلی بھلی۔ کالی۔ کُچیل۔ کرُوپ
پتی برتا کے سیس پر واروں کوٹی سروپ
مطلب۔ پتی برتا اِستری خواہ وہ کالی کلوٹی اور کتنی ہی بدشکل کیوں نہ ہو۔ ہر لحاظ سے اِس کے مقابل میں کروڑوں بازاری عورتیں قربان کی جا سکتی ہیں ÷

(۱۵)

سائیں اتنا دیجئے۔ جامیں کُٹنب سمائے
میں بھی بھُوکا نہ رہوں۔ سادھو نہ بھُوکا جائے
مطلب۔ کبیر جی پرارتھنا کرتے ہیں۔ ایشور مجھے اتنا ہی دھن دینا جس سے مَیں اور میرا کُنبہ پیٹ پال سکیں۔ اور گھر پر آیا ہُوا کوئی سوالی بھُوکا نہ جا سکے۔ زیادہ کی تمنّا نہیں ÷

(۱۶)

اِن جھٹکا اُن بسمل کینی۔ دیا دوہاں تو بھاگی
کہت کبیر سُنو بھائی سادھو۔ آگ دوہاں گھر لاگی
مطلب۔ جھٹکا کرنے سے یا بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے

میں کوئی فرق نہیں۔ ہر دو صورتوں میں مہربانی کا سوال جاتا رہتا ہے۔ کبیر جی کہتے ہیں۔ کہ دونو ہی انسانیت کے جوہر کو نیست و نابود کر کے اپنے ہاتھوں اپنا ستیاناس کر لیتے ہیں۔

(۱۷)

کبیرا سب ہی جگ نِر دھنی۔ دھنونتا نہیں کوئے
دھنونتا تِسے جانیئے۔ پر بھو نام دھن ہوئے

مطلب۔ کبیر جی کہتے ہیں۔ کہ اِس جہان میں صحیح معنوں میں ایشور بھگتی ہی سچا دھن ہے۔ جسکے پاس یہ دھن نہیں کچھ بھی نہیں۔ یعنی پر بھو سمرن کے دھن کے مقابل میں باقی سب دھن ہیچ ہیں ⋄

(۱۸)

جُگ جُگ پاویں کیرتی۔ جُگ جُگ پاویں مان
دیش بھگتی میں پران جو۔ کرتے ہیں بلیدان

مطلب۔ کبیر جی اس شعر میں سچے محبِ وطن کی شان کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ جو آدمی مُلکی خدمت میں جان نچھاور کرتا ہے۔ ہمیشہ کے لئے اُس کا نام عزت و فخر سے لیا جاتا ہے۔ وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے ⋄

(۱۹)

دینے کو اَنّ دان ہے۔ لینے کو ہری نام
ترنے کو ہے دینتا۔ ڈوبن کو ابھیمان

مطلب۔ اگر کوئی سوالی آئے تو اُسے روٹی کھلانا اعلیٰ دھرم ہے۔ اگر خود سوالی بننے کا موقعہ آئے۔ تو ایشوریہ نام کی بھگتی مانگنی چاہیئے۔ اگر اس سنسار سے پار اُترنا

چاہتے ہو۔ تو حلیمی۔ انکساری اختیار کرو۔ اگر دُنیا دی جال یا آواگون کے چکر میں پھنسنا پسند ہو۔ تو تکبر۔ غرور یعنی ہنکار بیڑا ڈبونے کے لئے کافی ہے ؂

(۲۰)

سادھو بھوکا پریم کا ۔ دھن کا بھوکا ناہیں
دھن کا بھوکا جو پھرے۔ وُہ تو سادھو ناہیں

مطلب۔ جو سادھو پریم اور شردھا کا خواہشمند ہے۔ وہی سچا سادھو ہوتا ہے۔ جو دھن کا سوالی ہو وُہ سادھ پن کے اصولوں سے کوسوں دُور ہے ؂

(۲۱)

جس کو راکھے سائیاں۔ مار نہ سا کے کوئے
بال نہ بینکا کر سکے ۔ چاہے جگ ویری ہوئے

مطلب۔ جس پر ایشور کی کرپا ہو۔ اُسے کون تکلیف دے سکتا ہے۔ سارا جہان خواہ دُشمن ہو جائے ۔ اگر ایشور کی مہربانی ہوگی۔ تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ؂

(۲۲)

پریمی ڈھونڈھت میں پھروں۔ پریمی ملے نہ کوئے
پریمی جن کے درس سے سب جگ پریمی ہوئے

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ میں پریمی کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں۔ مگر مجھے کوئی پریمی نہیں ملا۔ پریمی پرشوں (محبت کرنے والوں) کے درشن سے سب جگہ پریمی ہی پریمی دکھائی دیتے ہیں ؂

(۲۳)

کتھا کیرتن کرن کی ۔ جا کی نِس دِن ریت

کہیں کبیروا داس سے نشچے کیجئے پریت

مطلب۔ کتھا اور کیرتن کرنا جس کا روزانہ معمول ہو۔ کبیر جی کہتے ہیں۔ کہ اُس سے ضرور پریت کرنی چاہیئے ؂

(۲۴)

کہتا ہوں کہے جات ہوں کیا بجاؤں ڈھول
سوانسا خالی جات ہے تین لوک کا مول

مطلب۔ کبیر بھگت فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں اور بار بار کہتا جاتا ہوں۔ اور کیا ڈھول بجاؤں ؟ سانس خالی جا رہا ہے جس کی قیمت تین لوک کی قیمت کے برابر ہے ؂

(۲۵)

ایسے مہنگے مُول کا ایک سوانس جو جائے
چودہ لوک پٹ تر نہیں کیوں تو ڈھول ملائے

مطلب۔ ایسی انمول چیز کا ایک سانس بھی جو گذر جاتا ہے۔ چودہ لوک بھی اُس کی قیمت کے برابر نہیں۔ تو کیوں اُن کو مٹی میں ملا رہا ہے ؂

(۲۶)

مایا تو ٹھگنی بھئی۔ ٹھگت پھرے سب دیس
جا ٹھگ نے ٹھگنی ٹھگی۔ تا ٹھگ کو آدیس

مطلب۔ کبیر بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ یہ مایا تو ٹھگنے والی ٹھگنی ہے۔ جو تمام دُنیا کو ٹھگتی پھرتی ہے۔ جس ٹھگ نے اِس ٹھگنی کو ٹھگ لیا۔ وُہ ٹھگ پُوجنے کے لائق ہے ؂

(۲۷)

سمرن سے من لایئے۔ جیسے پانی مین

پران تجے چھن بچھڑے ۔ست کبیر کہہ دین
مطلب ۔ بھگت جی کہتے ہیں کہ سچی بات تو یہ ہے ۔ کہ سمرن میں اپنے من کو اِس طرح لگاؤ ۔ جیسے مچھلی کو پانی سے محبت ہوتی ہے ۔ پانی سے ایک لمحہ کی جُدائی سے اُس کی جان نِکل جاتی ہے ؞

(۲۸)

سمرن سُرت لگائے کر ۔ مکھ سے کچھو نہ بول
باہر کا پٹ دے کر ۔ انتر کا پٹ کھول
مطلب ۔ سُرت لگا کر سمرن کرو ۔ مُنہ سے کچھ مت کہو ۔ بیرونی دروازوں کو بند کر کے اندرونی (من کے) دروازوں کو کھول دو ؞

(۲۹)

سمرن کی سُدھ یوں کرو ۔ جیسے دام کنگال
کہیں کبیر بسرے نہیں پل پل لیت سنبھال
مطلب ۔ مالک کی یاد اِس طرح کرو ۔ جس طرح ایک مفلس یعنی کنگال آدمی اپنے روپیہ پیسہ کا خیال رکھتا ہے ۔ اور ہر گھڑی کسی طرح بھی اُسے نہیں بھُولتا ؞

(۳۰)

جیوں تِل ماہیں تیل ہے جیوں چقمق میں آگ
تیرا مالک تجھ میں ۔ جاگ سکے تو جاگ !
مطلب ۔ بھگت جی کہتے ہیں ۔ کہ جیسے تِلوں میں تیل رہتا ہے ۔ اور جیسے چقماق میں آگ رہتی ہے ۔ ویسے ہی تیرا مالک تیرے اندر ہے ۔ اگر تجھ کو جاننا ہے ۔ تو اندر سے ہی جان

سکتے ہو ؟

(۳۱)

مانگن گیئے سو مر رہے۔ مرے جو مانگن جانہہ
تن سے پہلے وُہ مرے جو ہوت کرت ہیں نانہہ

مطلب۔ جو مانگنے گیئے وہ مر رہے۔ جواب مانگنے جائینگے وہ بھی مر رہیں گے۔ ان دونوں سے پہلے وہ مرتے ہیں۔ جو اپنے پاس ہوتے ہوئے بھی "نہیں" کر دیتے ہیں ؟

(۳۲)

ہاڈ جلے جیوں لکڑی۔ کیس جلے جیوں گھاس
سب جگ جلتا دیکھ کر بھیئے کبیر اُداس!

مطلب۔ ہڈیاں لکڑی کی مانند جلتی ہیں۔ اور سر کے بال گھاس کی طرح جلتے ہیں۔ تمام سنسار کو جلتا دیکھ کر کبیر جی کے دِل پر اُداسی چھا گئی ؟

(۳۳)

آئیں گے سو جائیں گے۔ راجہ، رنک، فقیر!
کوئی سنگھاسن چڑھ چلے۔ کوئی باندھے جات زنجیر

مطلب۔ کبیر جی کے اِس دوہے کا مطلب اِس شعر سے نِکل سکتا ہے ؎

دُکھ پا کے مرگیا۔ کوئی سُکھ پا کے مرگیا
دُنیا میں جو بھی آیا۔ غرض آ کے مرگیا

(۳۴)

مانُش جنم دُرلبھ ہے۔ ملے نہ بارم بار
تروَر سوں پتا جھڑے پھر نہ لاگے ڈار

مطلب۔ بھگت جی فرماتے ہیں۔ کہ یہ اِنسانی جنم مشکل سے ملتا ہے۔ یہ بار بار نہیں مِل سکتا۔ جس طرح کہ درخت سے گِر کر پتّا دوبارہ شاخ پر نہیں لگ سکتا +

(۳۵)

آیا تھا کِس کام کو تو سویا چادر تان
سُرت سنبھال اب غلافلا۔ اپنا آپ پہچان

مطلب۔ تجھے یاد ہے کہ تو کِس کام کے لئے اِس جہان میں آیا ہے۔ ارے تُو تو یہاں آکر چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ اے غافل اب ہوش سنبھال اور اپنے آپ کو پہچان کہ تُو کیا ہے اور تیرے یہاں آنے کا کیا مقصد ہے +

(۳۶)

مایا موہ بندھ سب کوئی
ایسے لابھ۔ مول کو کھوئی

مطلب۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ تمام لوگ مایا موہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور معمولی نفع کے لئے اصلی پونجی (پربھو نام) بھی کھو بیٹھے ہیں +

(۳۷)

کیا کیؤ ہم آئے کے۔ کیا کریں گے جائے
اِت کے بھئے نہ اُت کے چل بھئے مول گنوائے

مطلب۔ ہم نے اِس جہان میں آکر کیا کر لیا ہے۔ اور یہاں سے جاکر بھی کیا کریں گے۔ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے۔ جو سرمایہ پاس تھا۔ اُسے بھی کھو چلے +

(۳۸)

یہ تن تو سب بن بھیا۔ کرم ہی بھئے کلہاڑ
آپ آپ کو کاٹے ہیں۔ کہے کبیر وچار

مطلب۔ کبیر جی کہتے ہیں یہ تمام جسم جنگل کی مانند ہے۔ اور کرم کلہاڑی کی مانند ہے۔ وہ تو ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہیں۔ یعنی اِس جسم سے کرم کٹ جائیں گے۔ اور کرم کٹ جانے سے جسم کا بندھن چھُوٹ جائیگا۔ اُور آتما مکت ہو جائے گی ؛

(۳۹)

وید مئوا روگی مئوا۔ مئو سکل سنسار
ایک کبیر نہ مئوا۔ جے ہی کی رام ادھار

مطلب۔ بھگت کبیر جی کہتے ہیں کہ معالج بھی مر گئے مریض بھی مر گئے۔ غرض تمام سنسار مر گیا۔ صرف وہی موکش پد کو پراپت ہُوا۔ جس کو رام نام کا آسرا تھا ؛

(۴۰)

کبیرا تیری جھونپڑی گل کٹئین کے پاس
کرن گے سو بھرن گے تم کیوں بھئے اُداس

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں کہ تیری جھونپڑی گلا کاٹنے والے جلادوں کے نزدیک ہے۔ اچھا! جو جیسا کرے گا۔ ویسا ہی اُس کو پھل پراپت ہوگا۔ تم کیوں اُداس ہو گئے +

(۴۱)

پھل کارن سیوا کرے۔ تجے نہ من سے کام
کہیں کبیر سیوک نہیں۔ چہے چوگنا دام

مطلب۔ جو خود غرضی کو مدِ نظر رکھ کر سیوا کرتا ہے۔

اور من کی خواہشات کو دُور نہیں کرتا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ وہ سچا سیوک نہیں۔ بلکہ چوگنے دام مانگنے والا مزدور ہے ❊

(۴۲)

جہاں کام تہاں نام نہیں جہاں نام نہیں کام
دونوں کبھوں ناہیں ملیں روی رجنی اِک ٹھام

مطلب۔ جہاں کام ذوشٹے وِکار رہتے ہیں وہاں ایشور کا نام نہیں رہتا۔ جہاں پر بھُو کا نام نہیں رہتا وہاں کام رہتا ہے۔ جس طرح سُورج اور چاند دونوں ایک جگہ کبھی نہیں مِل سکتے ❊

(۴۳)

اُجل پہرے کپڑا۔ پان سپاری کھائے
ایک ہی ہری کے نام بِن باندھا یم پور جائے

مطلب۔ بھگت جی فرماتے ہیں کہ خواہ کیسا ہی بھڑکیلا لباس پہن لو۔ اور پان سپاری کھا لو۔ لیکن اگر تم نے ہری کا نام نہیں لیا۔ تو سیدھے نرک کو جاؤ گے ❊

(۴۴)

دُھوم دھام سے دِن گیا۔ سوچت ہو گئی سانجھ*
اِک گھڑی ہری نام نہ جپیا جننی جن بھی بانجھ

مطلب۔ دِن کا وقت تو دھوم دھام سے گذر گیا۔ اور سوچتے سوچتے شام ہو گئی۔ مگر تم نے ایک گھڑی بھی ہری کا نام نہ لیا۔ جننی تمہیں جن کر بانجھ ہو گئی ❊

(۴۵)

* جوانی عیش و آرام میں گذار دی اور بڑھاپا بھی آ گیا۔

سانس سپھل سوئی جانئے۔ ہری سمرن میں جائے
اور سانس یونہی گئے۔ کر کر بہت اپائے

مطلب۔ سانس وہی سپھل ہے۔ جو پربھو کے نام میں جائے۔ وہ تمام سانس بے فائدہ جاتے ہیں۔ جو ہری سمرن کے بغیر کسی اور دھندے میں ختم ہوں ٭

(۴۶)

کیا بھروسہ دیہہ کا۔ بنسی جات چھن ماہیں
سانس سانس سمرن کرو۔ اور یتن کچھ ناہیں

مطلب۔ ارے بھائی اس جسم کا کیا بھروسہ ہے۔ جو پل میں مٹا جا رہا ہو۔ سانس سانس پر ایشور کا سمرن کرو۔ اور یتن کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ٭

(۴۷)

کتھا کیرتن کل وشے بھوساگر کی ناؤ
کہہ کبیر یا جگت میں ناہیں اور اپاؤ

مطلب۔ بھگت کبیر جی فرماتے ہیں۔ کہ اس کلجگ میں بھوساگر سے پار اترنے کے لئے کتھا کیرتن کے بغیر اور کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ کتھا کیرتن میں دل لگاؤ ٭

(۴۸)

نندک دور نہ کیجئے۔ دیجئے آدر مان!
تن من سب نرمل کرے۔ بک بک ان ہی آن

مطلب۔ اپنی نندیا (بدگوئی) کرنیوالے کو کبھی دور نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کی عزت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ دوسرے لوگوں سے برائی کر کے جسم اور دل سب کو پاک بنا

لیتا ہے ؎

(۴۹)

کبیرا سنگت سادھ کی ۔ جیوں گندھی کی باس
جو کچھ گندھی دے نہیں تو بھی باس سو باس
مطلب ۔ کبیر بھگت فرماتے ہیں ۔ کہ سنت مہاتماؤں کی صحبت عطر والے کی دُکان کی مانند ہے ۔ اگر عطر فروش کچھ بھی نہ دے تو بھی اُس کی دُکان سے خوشبو ہی آتی ہے ؎

(۵۰)

جہاں دیا تہاں دھرم ہے ۔ جہاں لوبھ تہاں پاپ
جہاں کرودھ تہاں کال ہے ۔ جہاں چھما تہاں آپ
مطلب ۔ بھگت جی کہتے ہیں ۔ کہ جہاں رحم ہے وہاں دھرم ہے ۔ جہاں لالچ ہے وہاں گناہ ہے ۔ جہاں غصہ ہے وہاں موت ہے ۔ جہاں کھشما (معافی) ہے وہاں ایشور کا نواس ہے ؎

(۵۱)

دیہہ کھیہ ہو جائے گی ۔ پھر کون کہے گا دیہہ
نشچے کر اُپکار ہی ۔ جیون کا پھل ایہہ
مطلب ۔ بھگت جی فرماتے ہیں ۔ کہ یہ جسم خاک ہو جائیگا پھر تمہیں خیرات کرنے کو کون کہے گا ۔ یقین رکھ کر پراُپکار کرنا ہی اِس اِنسانی زندگی کا مقصد ہے ؎

(۵۲)

دان دیئے دھن نہ گھٹے ۔ ندی نہ گھٹیو نیر
اپنی آنکھوں دیکھ لو ۔ یوں کتھ کہیں کبیر
مطلب ۔ پُن دان کرنے سے دھن کم نہیں ہوتا ۔ جس

طرح سب کو ہی پانی دینے سے دریا کا پانی کم نہیں ہوتا۔ تُم یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو کبیر بھگت یہ بات کہہ گئے ہیں ❊

(۵۳)

نِرمل بھیا تو کیا بھیا۔ جو نِرمل مانگے ٹھور
مَل نِرمل سے رہت ہیں تے سادھو کوئی اور

مطلب۔ جو نِرمل ہو کر بھی کِسی کا آسرا رکھے۔ تو اِس کے نِرمل ہونے سے کیا فائدہ۔ مَل اور نِرمل سے جو رہت ہیں۔ وُہ سادھو کوئی اور ہی ہوتے ہیں ❊

(۵۴)

گانٹھے ہوئے ہاتھ کر۔ بانٹ ہوئے سو لے
آگے ہاٹ نہ بانیا۔ لینا ہوئے سو لے

مطلب۔ جو کچھ تیرے ہاتھوں اور گانٹھ میں ہو۔ اِسے دان کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آگے نہ تو بازار ہے۔ اور نہ بنیا ہی۔ جو کچھ پُنیہ کمانا ہو۔ اِسی جنم میں کمائے ❊

(۵۵)

راجا، رانا، راؤ، رنک۔ بڑا جو سمرے رام
کہہ کبیر بندہ بڑا۔ جو سمرے نِشکام

مطلب۔ راجہ۔ رانا۔ راؤ اور فقیر یعنی اعلےٰ و ادنےٰ میں وہی بڑا ہے۔ جو رام کا سمرن کرتا ہے۔ یعنی قابل فضیلت ہی وہی ہے۔ جو نِشکام بھاؤ سے پربھو کے نام کا سمرن کرے ❊

(۵۶)

گرنتھ پنتھ سب جگت کے بات بتاوت تین

رام ہردے۔ من میں دیا۔ اور تن سیوا میں لین

مطلب۔ تمام شاستر اور دُنیا کے تمام مذہب تین باتیں بتلاتے ہیں۔ کہ رام کا نام ہردے میں ہو۔ دِل میں دیا ہو اور یہ جسم یعنی تن سیوا میں لگا رہے ؁

(۵۷)

تن پوِتر سیوا کیئے ۔ دھن پوِتر کیئے دان!
من پوِتر ہری بھجن سے ہوت تری بدھ کلیان

مطلب۔ تن (جسم) سیوا کرنے سے ہی پاک ہوتا ہے۔ دولت دان کرنے سے سپھل ہوتی ہے۔ من ایشور بھجن کرنے سے ہی پوِتر ہوتا ہے۔ غرض یہ تین طریقے عمل میں لانے سے مُکتی ہوتی ہے ؁

(۵۸)

رُوکھا سُوکھا کھائے کے ٹھنڈا پانی پی
نہ دیکھ پرائی چوپڑی۔ مت للچائے جی

مطلب۔ رُوکھا سُوکھا جو مِل جائے۔ اِس پر قناعت کر کے ٹھنڈا پانی پی لینا چاہیئے۔ دُوسرے کی چپڑی روٹی دیکھ کر جی نہیں للچانا چاہیئے یعنی پرائی دولت سے اپنی غربت بھلی ؁

(۵۹)

کبیرا بیڑا جر جرا۔ پھوٹے چھیک ہزار
ہلکے سے ترگئے۔ ڈوبے جن سر بھار

مطلب۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زندگی کا جہاز جر جرا ہو گیا ہے۔ اِس میں ہزاروں سوراخ ہو گئے ہیں۔ جو ہلکے ہیں وُہ تو پار اُتر جائیں گے۔ مگر جن کے سر پر گناہوں کا بوجھ ہے

وہ ڈوب جائیں گے ؎

(۶۰)

چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت رہیا نہ کوئے

مطلب۔ اِس دُنیا کی چکی کو چلتے ہوئے دیکھ کر کبیر داس جی رو دیئے۔ کیونکہ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان جو کوئی بھی آگیا وہ ثابت نہیں رہا۔ بلکہ پس کر آٹا ہو گیا ؎

(۶۱)

مایا مرے نہ من مرے۔ مر مر گیئے شریر
آشا ترشنا نہ مرے۔ کہہ گیئے داس کبیر

مطلب ۔ مایا اور من کو مارتے مارتے کئی اِنسان خود مر گیئے مگر نہ تو یہ مایا ہی مری اور نہ ہی من۔ کبیر جی فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح مایا اور من نہیں مرتے ۔ اِسی طرح آشا اور ترشنا بھی نہیں مرتی ۔ اِن سب کا مارنا بہت مشکل ہے ؎

(۶۲)

کبیرا اِس سنسار میں گھنا منش متی ہین
رام نام جانے نہیں۔ آئے ٹو پا دین

مطلب ۔ کبیر بھگت جی فرماتے ہیں۔ کہ اِس سنسار میں وُہ منش نہایت نادان ہے ۔ جس نے جہان میں آکر عیش و عشرت کی زندگی بسر کی مگر بھگوان کا نام نہیں لیا ؎

(۶۳)

اُت تے کوئی نہ آوئی ۔ جا سوں پُوچھوں دھائے
اِت تے سب ہی جات ہیں۔ بھار لدائے لدائے

مطلب۔ اُدھر (پرلوک) سے تو کوئی لوٹ کر واپس نہیں آیا۔ جس سے کہ دوڑ کر پُوچھا جائے۔ اور اِدھر اِس سنسار میں تمام لوگ اپنے اعمالوں کا بوجھ لاد کر لے جاتے ہیں۔ اِس لئے ان سے ایشور کا گیان پُوچھنا بے سُود ہے ٭

(۶۴)

سانچے شراب نہ لاگئی۔ سانچے کال نہ کھائے
سانچے کو سانچا ملے۔ سانچے ماہیں سمائے

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ جو سچّا ہے۔ اُس کو کِسی کی بد دُعا سے نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ سچّے کو موت کا بھی ڈر نہیں۔ ایسے آدمی پرماتما سے مِل جاتے ہیں۔ اور وہ سچے پریم پد میں سما جاتے ہیں ٭

(۶۵)

کبیرا سوتا کیا کرے۔ جاگن کی کر چونپ
یہ دم ہیرا، لعل ہے گِن گِن گور کو سونپ

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ ارے مُورکھ سو کر کیا کرے گا؟ جاگنے کی عادت ڈال۔ یہ سانس تیرا لعل کی مانند قیمتی ہے۔ اس کو گِن کر گورو کے حوالہ کر دے ٭

(۶۶)

مور تور کی جیوری۔ بٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے۔ جا کے نام ادھار

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ "یہ میرا ہے، یہ تیرا ہے" اِسی خیال نے تمام سنسار کو پھانس رکھا ہے۔ بھلا وہ کیونکر باندھا جائے۔ جسکو صرف پربھو نام ہی کا آدھار ہے ٭

(۶۷)

کُل ابھیمان کھوئے کے جیت مؤا نہیں ہوئے
دیکھت جو نہیں دیکھیا اَوَرِشٹ کہاوے سوئے

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں کہ ذات پات کے ابھیمان کو چھوڑ کر کسی سے جیتے جی مرا نہیں جاتا۔ دیکھتے ہوئے بھی جو نظر نہ آوے اُس کو "اَوَرِشٹ" (نظر نہ آنیوالا) کہتے ہیں۔

(۶۸)

جا کارن جگ ڈھونڈھیا سو تو ہردے مانہہ
پردہ دیا بھرم کا۔ تائے سُوجھے نانہہ

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں کہ جس کے کارن سارا جہان چھان مارا۔ وُہ دِل ہی میں مَوجُود پایا ہے۔ صرف بھرم کا پردہ پڑا ہؤا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نظر نہیں آتا۔

(۶۹)

شبد ہی مارے بن گئے۔ شبد ہی تجیا راج
جو یہ شبد بویکیا۔ "تا کا سریا کاج"

مطلب۔ کئی ہستیاں شبد کے مارے بن کو چلی گئیں۔ بہتوں نے شبد کی وجہ سے راج کو ترک کر دیا۔ جس نے اِس شبد کو اچھی طرح جان لیا۔ اس کا بیڑا پار ہو گیا۔

(۷۰)

ہم دیکھت جگ جات ہے۔ جگ دیکھت ہم جائیں
ایسا کوئی نہ مِلیا۔ جو پکڑ چھڑاوے بائیں

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں کہ ہم دیکھ رہے ہیں۔

کہ سنسار اُٹھا جا رہا ہے۔ اور سنسار یہ دیکھتا ہے۔ کہ ہم چلے جا رہے ہیں۔ مگر ایسا کوئی نہیں مِلتا۔ جو بازو تھام کر موت کے پنجہ سے بچاوے ÷

(۷۱)

(کنولنی)

مکودنی جلہر بسے۔ چندا بسے آکاش
جو جاہی کی بھاونا۔ سو تاہی کے پاس

مطلب۔ سچّے دِل سے جو جس سے پریم کرتا ہے۔ وہ اُس کو پا لیتا ہے۔ جیسے کنولنی تالاب میں رہتی، اور چندرماں آکاش میں۔ مگر چاند کے نِکلتے ہی کنولنی کھِل جاتی ہے ÷

(۷۲)

جھُوٹے سُکھ کو سُکھ کہیں۔ مانت ہیں من مود
خلق چبینا کال کا کچھُ مُکھ میں کچھُ گود

مطلب۔ لوگ سنسار کے جھُوٹے سُکھ کو سچّا سُکھ مان کر دِل میں خوش ہوتے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ تمام دُنیا موت کی خوراک ہے۔ جس میں سے کچھُ تو موت کے مُنہ میں چلی گئی ہے۔ اور کچھُ موت کی گود میں پڑی ہوئی ہے ÷

(۷۳)

داتا کے ہے دھن گھنا سر سُورے کے بیس
پتی ورتا کے تن نہیں۔ پت راکھے جگدیش

مطلب۔ دانی آدمی کنگال ہونے پر بھی بہت دولتمند ہے بہادر شخص ایک سر رکھتا ہُوا بھی بیس سروں کے برابر ہے اور پتی برتا استری جسم رکھتے ہوئے بھی۔ جسم کے بغیر ہے

کیونکہ اِن سب کی عزّت و شرم، بھگوان ہی رکھتے ہیں ⁘

(۷۴)

کبیرا جپنی کاٹھ کی۔ کیا دِکھلاوے تو
ہردے نام نہ جپیا۔ ایہہ جپنی کیا ہو

مطلب۔ کبیر بھگت کہتے ہیں۔ کہ تو مجھے کاٹھ کی جپنی (لکڑی کی مالا) کیا دِکھا رہا ہے۔ جب تُو نے سچّے دِل سے رام نام کا سِمرن نہیں کیا۔ تو پھر اس کاٹھ کی مالا پھیرنے سے کیا فائدہ ؟

(۷۵)

بِرہ بھوانگم تن بسے۔ منتر نہ لاگے کوئے
رام دیوگی نہ جیئے۔ جیئے تو بورے ہوئے

مطلب۔ جب تک فراق اور جدائی کا سانپ جسم میں موجود ہے۔ تب تک اُس پر کوئی منتر نہیں کارگر ہو سکتا۔ رام سے بچھڑا ہُوا آدمی اوّل تو زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر زندہ رہ بھی جائے۔ تو وُہ پاگل ہو جاتا ہے ⁘

(۷۶)

ہری سنگت سیتل بھیا۔ مٹی موہ کی تاپ
نس باسر سُکھ ندھی لہا۔ انتر پرگٹا آپ

مطلب۔ ایشور کی سنگت سے جیو آتما کو شانتی ہو گئی۔ اور مایا موہ سے پیدا شدہ جلن دُور ہو گئی۔ پھر کیا تھا۔ رات دِن آنند ہی آنند مِلنے لگا۔ اور آخر میں اُس ساکھشات بھگوان کے درشن ہو گئے ⁘

(۷۷)

جب میں تھا تب ہری نہیں اب ہری ہیں مَیں نہیں
سب اندھیارا مِٹ گیا - دیپک دیکھا ماہیں!

مطلب۔ جب تک من میں غرور تھا۔ تب تک وہ ایشور سے بہت ہی دُور تھا۔ لیکن جب غرور مِٹ گیا۔ تب ایشور کی پراپتی ہو گئی۔ اور تمام تاریکی علم کی روشنی میں بالکل نابُود ہو گئی ؎

(۷۸)

کایا کمنڈل بھر لیا۔ اُجّھر نرمل نیر
تن من جیون بھر لیا۔ پیاس نہ مِٹی شریر

مطلب۔ بھگت کبیر جی کہتے ہیں۔ اِس شریر (جسم) رُوپی کمنڈل میں رام نام رُوپی شفاف پانی بھر لیا۔ اور سچے دل سے زندگی بھر پی لیا۔ تو بھی شریر (جسم) کی پیاس نہ بُجھی۔ یعنی سچے نام کی خواہش باقی رہی ؎

(۷۹)

آس ایک جیا رام کی۔ دُوجی آس نراس
پانی ماہیں گھر کرے۔ تو بھی مرے پیاس

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ مجھے صرف ایک رام نام کی آشا یعنی خواہش ہے۔ اور دُوسری آشا نراشا کے برابر ہے۔ دُوسروں کی آشا کرنے والے ایسے ہیں۔ جیسے پانی میں رہتے ہوئے بھی پیاس سے مرتے ہیں ؎

(۸۰)

ڈھول۔ دمامہ۔ دُکڑی۔ سنہائی سنامہ پھیر
اکثر چلے بجائی کے ہے۔ کوئی راکھے پھیر

مطلب۔ کبیر بھگت جی کہتے ہیں کہ ڈھول۔ نقارہ۔ دمامہ
بنسری۔ سنکھ وغیرہ باجے بجا کر جیو اکیلے ہی چل جاتا ہے۔
ایسا بھی کوئی ہے۔ جو اُسے پھر واپس لے آئے ؛

(۸۱)

کبیرا جگ کو کیا کہوں۔ بھوجل بُوڑے داس
ست نام کو چھوڑ کر۔ کریں جگت کی آس

مطلب۔ کبیر بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ مَیں اور لوگوں کی بابت کیا کہوں۔ بھگتی کا دم بھرنے والوں کا یہ حال ہے۔ کہ وُہ بھی اِس بھوساگر میں غوطے کھا رہے ہیں۔ یعنی پربھُو نام کو چھوڑ کر سنسار کی جھُوٹی خواہشات میں مُبتلا ہو جاتے ہیں ؛

(۸۲)

جو جیا اپنے دُکھ سنہارو
سو دُکھ ویاپ رہیا سنسارو

مطلب۔ بھگت جی اپنے جیو کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں۔ کہ جس دُکھ کے باعث تو حیران ہے۔ وُہی دُکھ تمام دُنیا میں براجمان ہے۔ یعنی میری مانند سب دُکھی ہیں ؛ (= نانک دُکھیا سب سنسار)

(۸۳)

اُونچے کُل کا جنمیا۔ کرنی اُونچ نہ ہوئے
سورن کلس سُرا بھرا۔ سادھُو نندا سوئے

مطلب۔ بھگت جی کہتے ہیں۔ کہ محض عالی خاندان میں پیدا ہونے سے اعمال اعلےٰ نہیں ہو جاتے۔ جیسے اُس

سونے کے برتن کی تعریف نہیں ہوتی۔ جس میں کہ شراب بھری ہو۔ یعنی اُس کی بھی بُرائی ہی ہوتی ہے +

(۸۴)

کبیرا خالق جاگیا۔ اور نہ جاگے کوئے
جاگے وِشئی وِش بھرا۔ واس بندگی ہوئے

مطلب۔ کبیر جی کہتے ہیں۔ کہ اِس جہان میں یا تو اِس جہان کے پیدا کرنے والا یعنی ایشور جاگتا ہے۔ یا عیاش آدمی عیاشی کے نقطۂ نظر سے جاگتے ہیں۔ یا ایشور کے بھگت اپنے مالک کے دھیان میں جاگ کر وقت گزارتے ہیں۔ اور کوئی نہیں جاگتا +

(۸۵)

پریم بھاؤ اِک چاہئے۔ بھیس انیک بنائے
چاہے گھر میں باس کر چاہے بن کو جائے

مطلب۔ دِلی محبت یا پریم بھاؤ کا اصول ایک ہونا چاہیئے خواہ کِسی رُوپ میں رہو۔ یا کوئی بھیس بدلو۔ گھر میں رہائش اختیار کرو یا جنگل میں جاکر بود و باش رکھو +

(۸۶)

سوانس سوانس پر رام کہو۔ برتھا جنم مت کھوئے
کو جانے اس سوانس کا آون ہوئے نہ ہوئے

مطلب۔ زندگی کے ہر سانس پر جو تم لیتے ہو۔ پربھو نام کا سِمرن کرو۔ اس کے بغیر یونہی جنم کو نہیں کھونا چاہیئے۔ کون جان سکتا ہے۔ کہ آئندہ سانس سلامتی کا آئے یا نہ آئے +

(۸۷)

جا کی پونجی سوانس ہے۔ چھن آوے چھن جائے
تا کو ایسا چاہیئے۔ رام نام لو لائے

مطلب۔ جن کی دولت محض سوانس ہی سوانس ہے۔ جو کبھی آتا اور کبھی چلا جاتا ہے۔ ان آدمیوں کو چاہیئے۔ کہ ہر لمحہ پربھو کی طرف دھیان لگائیں +

(۸۸)

پریم پریم سب کوئی کہے۔ پریم نہ جانے کوئے
آٹھو پہر بھنیا رہے۔ پریم کہاوے سوئے

مطلب۔ سب آدمی پریم کی رٹ تو لگاتے ہیں۔ لیکن اصلی پریم کرنا کوئی نہیں جانتا۔ جو آٹھوں پہر پربھو سمرن میں پریم لگائیں۔ اُن کا ہی سچا پریم سمجھنا چاہیئے +

(۸۹)

گھٹے بڑھے چھن ایک میں سو تو پریم نہ ہوئے
اگھٹ پریم پنجر بسے۔ پریم کہاوے سوئے

مطلب۔ وہ پریم کیا جو کبھی گھٹ جائے یا بڑھ جائے سچا پریم تو وہ ہے۔ جو پربھو چرنوں میں اس طرح لگے۔ کہ جسم کی رگ رگ میں پریم کی لہر ہو ❊

